اجتماعی اجتہاد کا مفہوم: ایک ارتقائی مطالعہ

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

اجتماعی اجتہاد کی تیسری تعریف:

ڈاکٹر توفیق الشاوی اجتماعی اجتہاد کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جری العرف علی ان المقصود بالاجتہاد الجماعی ہو تخصیص مهمة البحث واستنباط الاحکام بمجموعة محدودة من العلماء والخبراء والمتخصصين، سواء مارسوا ذلک بالشوری المرسلة، ام فی مجلس يتشاورون فيه ويتداولون، حتی يصلوا الی رای يتفقون عليه او ترجحه الاغلبية، ويصدر قرارهم بالشوری ولكنه يكون فی صورة فتوی."[1]

''عرف کے مطابق اجتماعی اجتہاد سے مراد بحث وتحقیق اور استنباط احکام کا کام علماء، اسکالرز اور ماہرین فن کی ایک متعین جماعت کو سونپ دینا ہے۔ اب برابر ہے کہ وہ سب ایک ایسی مشاورت قائم کریں جو کھلی اور عام ہو (مثلاً پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا وغیرہ کے ذریعے) یا وہ ایک ایسی مجلس مشاورت کا اہتمام کریں کہ جس میں وہ اس موضوع پر مشورہ اور گفتگو کریں یہاں تک کہ وہ سب یا ان کی اکثریت ایک متفقہ رائے تک پہنچ جائے۔ ان کی پاس شدہ تجویز باہمی مشاورت سے جاری ہو لیکن وہ فتوی کی صورت میں ہو۔''

'اجتماعی اجتہاد' کی اس تعریف پر یہ بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تمام اصولیین اور فقہاء کے نزدیک اجتہاد کے لیے مجتہد ہونا لازم ہے اور اس کی مخصوص شرائط ہیں۔ پس اجتماعی اجتہاد بھی ایسے افراد کا فعل ہوگا جو مجتہدین امت ہوں جبکہ اجتماعی اجتہاد کی مذکورہ بالا تعریف میں ماہرین معاشیات، متخصصین طب اور فقہائے امت کی حیثیت برابر ہے اور ان سب کے فعل کو اجتہاد کہا جا رہا ہے اور یہ بات قطعی

☆ سب اعدائك لك وشتم حسادك يساوي قيمتك لانك اصبحت شيئا مذكورا وجلا مهما. ☆

طور پر معلوم ہے کہ ایک ماہر سرجن یا انجینئر یا پی۔ایچ۔ڈی اکنامکس مجتہد تو کیا، دین کے ایک ابتدائی طالب علم جتنا علم دین بھی نہیں رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔اجتماعی اجتہاد کی اس تعریف کو ماننے سے یہ لازم آئے گا کہ اجتہاد کو علمائے مجتہدین اور ماہرین فن عامۃ الناس کا ایک فعل قرار دیا جائے نہ کہ صرف مجتہدین امت کا۔

اس تعریف پر دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ فرض کریں، دس افراد کی ایک جماعت مل کر کسی معاشی مسئلے میں غور کرتی ہے جن میں سے چار ماہرین فن ہیں اور چھ علماء ہیں۔اب چار ماہرین اور دو علماء کی ایک رائے ہے جبکہ چار علماء دوسری طرف ہیں۔لہذا اجتماعی اجتہاد کی اس صورت میں دو علماء کی رائے چار علماء کے مقابلے میں بھاری اور وزنی شمار ہوگی۔پس اجتماعی اجتہاد کی اس تعریف میں اصل حیثیت علماء یا علم دین کی نہیں بلکہ گنتی کی ہے، اور اس قسم کی گنتی کہ جس میں ماہرین فن کی رائے کو بھی علمائے مجتہدین کی رائے کے برابر حیثیت حاصل ہو، شرعی احکام کے قبول و عدم قبول میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔مثال کے طور پر معاصر معاشی ماہرین کی بات کریں تو ان کی اکثریت تو اس بات پر متفق ہو سکتی ہے کہ سود کے بغیر کسی مسلمان ریاست کا معاشی نظام چل ہی نہیں سکتا۔

اس میں بہرحال کوئی شک نہیں ہے کہ اجتماعی اجتہاد کے عمل میں مختلف علوم وفنون کے ماہرین سے رہنمائی لی جاسکتی ہے تاکہ علماء کے لیے فقہ الواقع کو سمجھنے اور مختلف احوال وظروف پر قرآن وسنت کی نصوص کے اطلاق میں آسانی پیدا ہو، لیکن اس رہنمائی کی وجہ سے نہ تو ماہرین فن مجتہد بن جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے اس عمل کو 'عمل اجتہاد' کہیں گے۔امام محمدؒ (متوفی ۱۸۹ھ) اپنے فتاوی میں عرف کا لحاظ رکھنے کے لیے بازاروں کا بہت زیادہ چکر لگاتے تھے تاکہ بیع وتجارت کی اقسام، انواع، شروط اور احوال سے واقف رہیں۔امام محمدؒ کے ان فتاوی کے بارے، جوانہوں نے بازار میں موجود تاجروں سے رہنمائی کی روشنی میں جاری کیے، ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ وہ اجتماعی اجتہاد کی ایک قسم ہے۔**اجتہاد شرعی حکم کی تلاش یا تطبیق کا نام ہے اور فقہ الواقع کی معرفت نہ تو شرعی حکم کی تلاش ہے اور نہ ہی اس کی تطبیق**۔جبکہ مجتہدین، ماہرین فن سے صرف فقہ الواقع کی معرفت ہی حاصل کرتے ہیں۔

☆اعلم ان من اغتیابك فقد اهدى لك حسناته وحط من سيئاتك وجعلك مشهورا وهذه نعمة.☆

چوتھی تعریف:

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ (متوفی ۲۰۱۵ء) اجتماعی اجتہاد کی تعریف کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

”واما الاجتهاد الجماعي: فهو اتفاق مجموعة من العلماء على حكم شرعي في بعض المسائل الظنية بعد النظر والتامل في البحوث المقدمة والآراء المعروضة في مؤسسة او مجمع،“[۲]

”اجتماعی اجتہاد سے مراد کسی ادارے یا اکیڈمی میں موجود علماء کی ایک جماعت کا، اپنے سامنے پیش کی گئی تحقیقات اور آراء کی روشنی میں، ظنی مسائل میں غور وفکر کے بعد، ان کے شرعی حکم کے بارے میں ایک اتفاقی رائے جاری کرنا ہے۔،،

اس تعریف پر بھی دو اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اجتماعی اجتہاد کسی فعل کا نام ہے یا نتیجے کا؟ اگر تو یہ ایک فعل ہے تو جب علماء کی ایک جماعت نے کسی مسئلے کے شرعی حکم پر مل بیٹھ کر بحث کر لی تو ان کا یہ فعل ہی اجتماعی اجتہاد ہے چاہے ان کا اس مسئلے کے شرعی حکم پر اتفاق ہو یا نہ ہو۔ دوسرا ممکن اعتراض یہ ہے کہ ادارے یا اکیڈمی کی قید لگانا ایک اضافی قید ہے۔ یہ کام اداروں کے بغیر بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض اوقات کسی دارالعلوم کے منتظمین کسی مسئلے پر علمی سیمینار یا مجلس کا انعقاد کرتے ہیں اور بقیہ مدارس کے علماء کو اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں۔ جیسا کہ کچھ ہی عرصہ پہلے جامعہ بنوری ٹاؤن، **کراچی میں دیوبند کے علماء کی ایک جماعت نے اسلامی بینکاری کے ناجائز ہونے کا فتوی جاری کیا**۔ علاوہ ازیں علماء کی باہمی مراسلت یا تحریری مکالمے ومباحثے کے ذریعے بھی کسی ایک رائے یا نتیجے تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اس وقت اجتماعی اجتہاد کے نام پر جو کام ہو رہا ہے، وہ اکثر وبیشتر تحقیقی وعلمی اداروں کے تحت ہی ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ اجتماعی اجتہاد کی دوسری ممکنہ تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”او اتفاق اكثرية الحاضرين على راى معين في ضوء مصادر الشريعة ومقاصدها وقواعدها ومبادءها لاختيار مايحقق المصلحة الزمنية.،،[۳]

”یا کسی مجلس میں موجود علماء کی اکثریت نے مصادر، مقاصد اور قواعد اور مبادی شریعت کی روشنی میں کسی ایسی معین رائے پر اتفاق کر لیا جو زمانی مصلحتوں کو بھی پورا کرنے والی ہو۔،،

اس تعریف میں بھی 'علماء کے اتفاق' کی قید محل نظر ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ ایک تیسری ممکنہ تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اوھو اتفاق اکثر مجتھدین علی حکم شرعی بعدبذلھم غایة وسعھم فی استنباطه من ادلته ،، [۴]

''یا اجتماعی اجتہاد سے مراد اکثر مجتہدین کا، کسی مسئلے کے شرعی حکم کو اس کے دلائل شرعیہ سے مستنبط کرنے کے لیے، اپنی کوششیں انتہائی درجے میں کھپاتے ہوئے اس کے حکم پر اتفاق کر لینا ہے۔،،

اس تعریف میں بھی 'علماء کے اتفاق' کی قید اضافی ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ اجتماعی اجتہاد کی ایک اور تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ویطلق الآن علی اتفاق اکثر من فقیه اوباحث متخصص فی الفقه وان لم یبلغ مرتبة الاجتھاد ،بعد بذلھم غایة وسعھم فی استنباط حکم شرعی من ادلته وھذاھو الغالب الشائع فی المجامع الفقھیة المعاصرة.،، [۵]

''آج کل کے زمانے میں اجتماعی اجتہاد سے مراد فقہاء یا علم فقہ میں تخصص وتحقیق کرنے والے طلباء جو ابھی درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے ہوں، کا کسی مسئلے کا شرعی حکم ادلہ شرعیہ سے اخذ کرتے ہوئے اپنی محنتوں کو انتہائی درجے میں کھپا دینا اور پھر ان کی اکثریت کا اس مسئلے کے شرعی حکم پر اتفاق کر لینا ہے۔ اور **اجتماعی اجتہاد کا یہی معنی معاصر فقہی اکیڈمیوں میں غالب اور عام ہے۔**،،

اس تعریف میں بھی 'علماء کے اتفاق' کی قید ایک اضافی قید ہے۔اسی طرح اکثریت کی قید لگانا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس کا پورا ہونا ایک مشکل امر ہے جیسا کہ ہم سابقہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔

پانچویں تعریف

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اجتماعی اجتہاد کے عمل کو درج الفاظ کے ذریعے بیان کیا ہے:

"ینبغی فی القضایاة الجدیدةان ننتقل من الاجتھادالفردی الی الاجتھادالجماعی وھوالذی یتشاورفیه اھل العلم فی القضایاالمطروحة،وخصوصافیمایکون له طابع العموم ویھم جمھورالناس ،، [۶]

جدید مسائل میں ہمیں انفرادی اجتہاد کی بجائے اجتماعی اجتہاد کے منہج کو اختیار کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ پیش آمدہ مسائل وواقعات میں اہل علم کی ایک جماعت باہمی مشاورت کرتی ہے، خاص طور پر ان مسائل میں جو عمومی نوعیت کے ہوں اور عوام الناس کی اکثریت ان سے پریشان ہو۔،،

اجتماعی اجتہاد کی یہی تعریف ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل نے بھی کی ہے۔ [7]

اس تعریف میں عمومی نوعیت کے مسائل کی قید ایک اضافی قید ہے۔

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

''عبارة:(طابع العموم)(ویهم جمهور الناس)و(ذات طابع عام)فهذه القیود عندالتحقیق غیر لازمة فلو ان الاجتهادالجماعی جری فی مسالة خاصةاو ذات طابع خاص لصدق علیه انه اجتهادجماعی.،، [8]

''عمومی نوعیت، یاعوام الناس کی اکثریت جن سے پریشان ہووغیرہ جیسی قیود، غیرلازمی اوصاف ہیں کیونکہ اگراجتماعی اجتہاد کسی خاص مسئلے میں جاری ہوجاتا ہے یا خاص نوعیت کے مسائل کے تحت ہوتا ہے تو پھر بھی اس کو اجتماعی اجتہاد ہی کہیں گے۔،،

چھٹی تعریف

''**ندوةالاجتهادالجماعی فی العالم الاسلامی**،، کے علماء نے ''**جامعة العین**'' متحدہ عرب امارات ،''کلیة الشریعة ،، کے تحت منعقدہ اجلاس ۱۹۹۶ء میں اجتماعی اجتہاد کی درج ذیل تعریف بیان کی ہے:

''تقرر الندوة ان الاجتهادالجماعی :هواتفاق اغلبیة المجتهدین ،فی نطاق مجمع فقهی اوهیئة اومؤسسة الثبوت والدلالة ،بعدبذل غایة الجهدفیمابینهم فی البحث والتشاور.،، [9]

''اجتماعی اجتہاد کی مجلس یہ طے کرتی ہے کہ اجتماعی اجتہاد سے مراد کسی ایسی فقہی اکیڈمی ،انجمن یا شرعی ادارے کے تحت، جس کی دیکھ بھال اسلامی ریاست میں امیرالمؤمنین کررہے ہوں، علماء کی اکثریت کا باہمی مشاورت ومباحثے میں غایت درجے کی کوشش کرتے ہوئے کسی ایسے مسئلے میں شرعی عملی حکم پر اتفاق کرلینا ہے کہ جس میں ''قطعی الثبوت'' اور ''قطعی الدلالة'' نص وارد نہ ہوئی ہو۔،،

اس تعریف میں بھی مجتہدین کے اتفاق اوران کی اکثریت کی قیود اضافی ہے۔اسی طرح فقہی اکیڈمی یا ادارے کے تحت ہی اجتماعی اجتہاد کی شرط بھی ایک اضافی وصف ہے۔

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ حمید لکھتے ہیں:

"عبارۃ:(فی نطاق مجمع او هیئة او مؤسسة)فهذاالقيدليس شرطافي انعقادالاجتهادالجماعي وصحته وعليه فلواجتمع جمع من الفقهاء غير المنتسبين لمجمع اوهيئة اومؤسسة لصدق على اجتماعهم واجتهادهم انه اجتهادجماعي.،،[10]

''کسی فقہی اکیڈمی ،انجمن یاشرعی ادارے کے تحت کے الفاظ،اجتماعی اجتہاد کے انعقاد یااس کی صحت کے لیے کسی شرط کی حیثیت نہیں رکھتے۔اسی لیے اگر کسی اکیڈمی،انجمن یاادارے سے غیر منسوب فقہاء کی ایک جماعت جمع ہوتو ان کے اس اجتماع اوراجتہاد کو بھی اجتماعی اجتہاد ہی کہیں گے۔،،

علاوہ ازیں اس تعریف میں مترادفات کی کثرت ہے مثلاًایک ہی معنی ادا کرنے کے لیے مجمع ،هیئة اور مؤسسة کالفظ استعمال کیا گیاہے۔

کسی اصطلاحی تعریف میں ایجاز کا پہلو مدنظر رہنا چاہیے،کیونکہ الفاظ میں کسی تصور کی جمیع بنیادی جہات کوجمع کر دینا ہی تعریف کااصل جوہرہوتاہے۔علاوہ ازیں اس تعریف میں امیرالمؤمنین اوراسلامی ریاست کی قیود بھی اضافی اوصاف ہیں۔(عالم اسلام میں نہ کہیں امیرالمؤمنین ہیں اور نہ مکمل اسلامی ریاست کاوجود)

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

"عبارۃ(ينظمهاولى الامرفي دولةاسلامية)هذان القيدان محل نظراذليس تنظيم ولى الامرشرطافي تحقق الاجتهادالجماعى من حيث المصدق امامن حيث الالزام فذاك شان آخروهوخارج عن ماهية الاجتهادالجماعى وحقيقته وكذلك الامربالنسبةلاشتراط كون الاجتهادالجماعى فى دولة اسلامية فهوغيرمسلم اذلواجتمع الفقهاء فى دولة غيراسلامية اودولة ذات اقلية مسلمة لصح وصدق على ذلك انه اجتهادجماعى.،،[11]

''اسلامی ریاست اورامیرالمؤمنین کی زیرسرپرستی کی قیود بھی محل نظر ہیں،کیونکہ تصدیق کے پہلو سے اجتماعی اجتہاد کے ثبوت کے لیے امیرالمؤمنین کے انتظام کی شرط لگانا درست نہیں ہے۔جہاں تک

☆عليك بالجود من صدر الجواد منشرح وباله واسع والبخيل ضيق الصدر مظلم القلب مكدر الخاطر.☆

اجتماعی اجتہاد کی تنفیذ کا معاملہ ہے تو اس میں یہ شرط لگائی جاسکتی ہے، لیکن اجتماعی اجتہاد کی تنفیذ اس کی ماہیت وحقیقت سے خارج کی بحث ہے۔اسی طرح اجتماعی اجتہاد کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسی اسلامی مملکت میں ہی ہو تو اجتماعی اجتہاد ہے، درست نہیں ہے۔اگر کسی غیر اسلامی یا مسلم اقلیت والی ریاست میں بھی علماء اجتماعی اجتہاد کرتے ہیں تو وہ صحیح ہوگا اور اس پر اجتماعی اجتہاد کے لفظ کا اطلاق درست ہوگا۔''

''قطعی الثبوت ،اور قطعی الدلالۃ نص وارد نہ ہونے کی شرط لگانا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اجتہاد کی تین قسمیں ہیں۔''تخریج المناط''تنقیح المناط،اور''تحقیق المناط،۔یہ شرط لگانے سے اجتہاد صرف تیسری قسم کے ساتھ خاص ہوجاتا ہے۔اجتہاد کی پہلی دو قسمیں حکم شرعی سے علت نکالنے کے باب میں ہیں جبکہ آخری قسم اس علت کو کسی دوسری شئے میں ثابت کرنے کے بارے میں ہے۔پس علت کا نکالنا اور اس کا اثبات یہ دونوں ہی اجتہاد کی قسمیں ہیں اور علت تو''قطعی الثبوت،اور قطعی الدلالۃ ،نصوص سے بھی نکالی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمیدؒ لکھتے ہیں:

"عبارة:(لم يرد به نص قطعي الثبوت او الدلالة)هذاالوصف محل نظراذ انه يستلزم اخراج الاجتهادفي تحقيق المناط وهوضرب من اضرب الاجتهادالمعتبرة.''[12]

''قطعی الثبوت ،اور قطعی الدلالۃ نص وارد نہ ہونے کی شرط لگادینا محل نظر ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پھر یہ اجتماعی اجتہاد صرف تحقیق مناط،ہی کے میدان میں ہوگا اور یہ اجتہاد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے نہ کہ کل اجتہاد۔''

ساتویں تعریف

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ قطب سانو نے اجتماعی اجتہاد کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"بذل الوسع العلمي المنهجي المنضبط ،الذي يقوم به مجموع الافرادالحائزين على رتبة الاجتهاد،في عصرمن العصور،من اجل الوصول الى مراد الله في قضية ذات طابع عام تمس حياة اهل قطر او اقليم اوعموم الامة،اومن اجل التوصيل الى حسن تنزيل لمراد الله في تلك القضية ذات الطابع العام على واقع المجتمعات والاقالمي

والامة.،،[۱۳]

’’کسی بھی زمانے میں کسی ایسے مسئلے میں، جوعمومی نوعیت کا ہواورکسی علاقے ،ریاست یا ساری امت سے متعلق ہو،اللہ کی مرادومنشا تک پہنچنے کے لیے،افراد کی ایک ایسی جماعت، جودرجہ اجتہاد پر فائز ہوچکی ہو،کا خاص منہج کے مطابق علمی اور منضبط کوششیں صرف کرنا،اجتماعی اجتہاد ہے۔،،

اس تعریف پر یہ اشکال وارکیا گیا ہے کہ اس میں اللہ کی مرادتک پہنچنے کے الفاظ درست نہیں ہیں کیونکہ اجتہاد میں بعض اوقات مجتہد،اللہ کی مرادتک پہنچ جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں پہنچ پاتا۔علاوہ ازیں مجتہد کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہوتا کہ وہ قطعی طور پر یہ معلوم کرسکے کہ اس مسئلے میں اس نے اللہ کی مراد پالی ہے۔

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

’’عبارة :(الوصول الی مراداللہ)ھذا الوصف محل نظراذمایتوصل الیه المجتھدون ھورایھم ،وان کان معتبراالاانالانجزم بانه ھومراداللہ.،،[۱۴]

’’اللہ کی مرادتک پہنچنے کے الفاظ کی قید محل نظر ہے، کیونکہ جس تک مجتہدین پہنچتے ہیں وہ ان کی رائے ہوتی ہے۔اگرچہ یہ رائے معتبر ہوتی ہے،لیکن اس کے بارے میں ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہتے کہ یہی اللہ کی مراد ہے۔،،

اس تعریف پرایک اعتراض یہ بھی وارد کیا گیا ہے کہ اس میں اختصار وایجاز نہیں ہے۔عبارت کوخواہ مخواہ طول دیا گیا ہے۔ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

’’قوله فی التعریف (مجموعة الافرادالحائزین علی رتبة الاجتھاد)اذیغنی عن ذلک قول (المجتھد)او(المجتھدین).،،[۱۵]

’’افراد کی ایک ایسی جماعت جودرجہ اجتہاد پرفائز ہو،کے الفاظ کی جگہ مجتہد یا مجتہدین کی ایک جماعت کے الفاظ کفایت کرتے تھے۔،،

آٹھویں تعریف

ڈاکٹر خالد حسین الخالد اجتماعی اجتہاد کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’بعد ان انعمت النظر فی مزایاالتعریفات السابقةوفی عیوبھا،اقترح التعریف الآتی

للاجتهاد الجماعی ،الذی اری انه تعریف جامع مانع،فاقول:هو بذل فئة من الفقها' المسلمین العدول جهودهم،فی البحث و النظر علی وفق منهج علمی اصولی،ثم التشاور بینهم فی مجلس خاص،لاستنباط او استخلاص حکم شرعی ،لمسالة شرعیة ظنیة .ثم اختصر هذا التعریف بالاکتفاء بالقیود دون الضوابط وعلیه،یصبح حد الاجتهاد الجماعی هو،بذل فئة من الفقهاء جهودهم،فی البحث و التشاور لاستنباط حکم شرعی ،لمسالة ظنیة.،،۱۶

''اجتماعی اجتہاد کی سابقہ تعریفوں کی خصوصیات اورعیوب پر گہری نظر ڈالنے کے بعد میں اجتماعی اجتہاد کی ایک ایسی تعریف پیش کرتا ہوں جو میرے خیال میں جامع مانع تعریف ہے۔پس میں یہ کہتا ہوں:اجتماعی اجتہاد سے مراد عادل ومسلمان فقہاء کی ایک جماعت کا علم اصول فقہ کے منہج کے مطابق غور وفکر کرتے ہوئے اپنی کوششیں صرف کرنا پھر کسی خاص مجلس میں باہم مشورہ کرنا تاکہ کسی شرعی ظنی مسئلے کا حکم شرعی دریافت یا مستنبط کیا جا سکے۔پھر اسی تعریف کو اس طرح مختصر کیا گیا ہے کہ اس کی قیود تو بیان ہو جائیں لیکن ضوابط بیان نہ ہوں۔پس اس اختصار کے ساتھ اجتماعی اجتہاد کی تعریف یوں ہوگی:فقہاء کی ایک جماعت کا کسی ظنی مسئلے سے متعلق حکم شرعی دریافت کرنے کے لیے تحقیق وباہمی مشاورت میں اپنی کوششیں صرف کرنا۔،،

اس تعریف پر یہ اعتراض وارد کیا جا سکتا ہے کہ اس میں شرعی احکام کے استنباط کا تذکرہ تو ہے لیکن ان کی تطبیق کا ذکر نہیں ہے،حالانکہ دونوں ہی اجتہاد ہیں۔

نویں تعریف

شیخ نصر محمود الکرنز اجتماعی اجتہاد کی تعاریف کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعد ان انعمت النظر فی مزایا التعریفات السابقة و فی عیوبها،وبعد استفادتی من تعریفی سانو و الخالد،اصل الی التعریف المختار الذی ارتضیه للاجتهاد الجماعی الذی یتناسب مع التعریف الذی اخترته للاجتهاد العام او الفردی فیصبح التعریف المقترح هو:بذل فئة جهودهم فی البحث و التشاور علی وفق منهج علمیی اصولی لتحصیل استنباط او تطبیق حکم شرعی عقلیا کان او نقلیا قطعیا کان او ظنیا.،،۱۷

''اجتماعی اجتہاد کی سابقہ تعریفوں کی خصوصیات اور عیوب پر غور کرنے اور ڈاکٹر خالد اور محمد قطب سانو کی تعریفوں سے استفادے کے بعد میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ اجتماعی اجتہاد کی وہ تعریف جسے میں پسند کرتا ہوں اور بطور تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ انفرادی اجتہاد کی اس تعریف سے بھی قریب تر ہے، جس کا میں تذکرہ کر چکا ہوں یہ ہوگی کہ ایک جماعت کا 'علم اصول فقہ، کے منہج کے مطابق اپنی کوششوں کو تحقیق وباہمی مشاورت میں صرف کرنا تاکہ کوئی شرعی حکم مستنبط کیا جاسکے یا اس کی تطبیق ہو، چاہے وہ شرعی حکم عقلی ہو یا نقلی، قطعی ہو یا ظنی۔،،

یہ ایک جامع تعریف ہے، لیکن اس میں فقہاء یا مجتہدین کا لفظ شامل نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر وہ شامل کرلیا جاتا تو بہتر تھا۔

دسویں تعریف

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید اجتماعی اجتہاد کی مختلف تعریفوں پر نقد کرنے کے بعد ایک ممکنہ تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعد استعراض ما اورده بعض العلماء المعاصرين الافاضل من تعريفات للاجتهاد الجماعي اخلص الى التعريف الذى يبدو اقرب الى بيان حقيقة الاجتهاد الجماعي وعليه فيمكن القول: ان الاجتهاد الجماعي هو: بذل جمع من الفقهاء وسعهم مجتمعين لتحصيل حكم شرعي.،،[18]

''معاصر فاضل علماء نے اجتماعی اجتہاد کی جو تعریفیں بیان کی ہیں، ان کو نقل کرنے کے بعد میں اجتماعی اجتہاد کی ایک ایسی تعریف بیان کروں گا جو میرے خیال میں اجتماعی اجتہاد کے تصور وحقیقت کو بخوبی واضح کررہی ہے۔ پس اس تعریف کے مطابق اجتماعی اجتہاد سے مراد فقہاء کی ایک جماعت کا کسی حکم شرعی کی تحصیل کے لیے اجتماعی طور پر اپنی کوششیں صرف کرنا ہے۔،،

اجتماعی اجتہاد کی یہ <u>آخری اور دسویں تعریف سب سے جامع تعریف معلوم ہوتی ہے کہ جس میں اختصار بھی ہے</u>۔ لیکن اس تعریف میں اگر تحصیل حکم کے ساتھ تطبیق حکم کا لفظ بھی شامل کردیا جاتا تو یہ جامع مانع بن جاتی یعنی عبارت یوں ہوتی: ''بذل جمع من الفقهاء وسعهم مجتمعين لتحصيل او تطبيق حكم شرعي.،،

ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید اس تعریف کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"۱.ان الاجتهاد الجماعي يحصل باي عدد يصدق عليه انه جمع او جماعة......وكلما كثر العدد كانت الفائدة اعظم وحصول الاطمئنان اكبر. ۲.ان يكون هؤلاء المجتهدون مجتمعين حين الاجتهاد وهو مايعبر عنه البعض ب (التشاور) وانسجامامع طبيعة هذا العصرو آلياته فيقصد بالاجتماع ماكان حقيقة في مكان واحد وماكان حكما كالاتصال عبر الهاتف اوالدوائر التلفزيونية اوشبكة المعلومات اوغيرها من وسائل الاتصال والتواصل ممايتحقق معه الاجتماع .۳.يهدف الاجتماع الى تحصيل حكم شرعي سواء كان ذلك متعلقا بقضية عامة او خاصة ولايشترط ان يتم ذلك من خلال هيئة اومجمع، كمالايشترط فيه ان يكون ذا صفة رسمية وان كان توافر هذه الاوصاف حسنا غيرانه ليس شرطا في حقيقه الاجتهاد الجماعي. ۴.ان واقع الاجتهاد الجماعي المعاصر من خلال المجامع المفقهية وهيئات الافتاء وماشابه ذلك يشهد بان هذا الاجتهاد لايقتصر على الاحكام والمسائل الفقهية وانمايتجاوز ذلك الى بعض القضايا او الوقائع غير الفقهية كمسائل العقائد واصول الدين من مثل الحكم على بعض الفرق كالقاديانية والبهائية.،،[19]

"۱۔اجتماعی اجتہاد علماء کی ہر اس تعداد سے حاصل ہوجاتا ہے،جس پر جماعت یا مجمع کا اطلاق ہوتا ہو......لیکن جس قدر تعداد زیادہ ہوگی،اجتماعی اجتہاد کا فائدہ اور اطمینان بھی اس قدر بڑھ کر ہوگا۔۲۔یہ مجتہدین ،اجتہاد کے وقت مجتمع ہوں،جسے بعض محققین باہمی مشاورت کا نام دیتے ہیں۔عصر حاضر کے مزاج کے ساتھ یکسانیت اور اس کے وسائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجتماع کا معنی طے کیا جائے گا یعنی کسی ایک جگہ میں مجتہدین کا حقیقی اجتماع ہو یا حکمی ہو جیسا کہ ٹیلی فون،ٹیلی فونک ذرائع یا انٹرنیٹ وغیرہ جیسے وسائل ربط وتعلق کے ذریعہ باہمی ملاپ اور اجتماع کو ممکن بنایا جائے۔۳۔مجتہدین کے اجتماع کا بنیادی ہدف ومقصود کسی بھی شرعی حکم کی تلاش ہو،چاہے وہ کوئی خاص مسئلہ ہو یا عمومی نوعیت کا ہو۔یہ بھی شرط نہیں ہے کہ یہ اجتہاد کسی ادارے یا اکیڈمی کے تحت ہی منعقد ہو جیسا کہ اس میں یہ بھی شرط نہیں ہے کہ اس کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو۔اگرچہ ان اوصاف

کا پایا جانا ایک اچھی علامت ہے،لیکن اجتماعی اجتہاد کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اجتہاد صرف احکام شرعیہ اور فقہی مسائل میں محصور نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بعض غیر فقہی مسائل مثلاً عقائد اور اصول دین کے مسائل میں بھی ہوتا ہے ،جیسا کہ قادیانیوں یا بہائیہ کے بعض فرقوں پر شرعی حکم لاگو کرنا۔،،

خلاصہ بحث

اجتماعی اجتہاد کی جتنی بھی تعریفات بیان کی گئی ہیں،ان میں ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید کی بیان کردہ تعریف ،جامع ترین تعریف معلوم ہوتی ہے۔یہ تعریف جامع ہونے کے ساتھ مختصر بھی ہے۔اس تعریف کے الفاظ یہ ہیں:''بذل جمع من الفقهاء وسعهم مجتمعين لتحصيل ،حكم شرعي ،،۔یعنی اجتماعی اجتہاد سے مراد فقہاء کی ایک جماعت کا کسی حکم شرعی کی تحصیل کے لئے اجتماعی طور پر اپنی کوششیں صرف کرنا ہے۔لیکن اس تعریف میں اگر تحصیل حکم کے ساتھ تطبیق حکم کا لفظ بھی شامل کر دیا جائے تو یہ جامع مانع بن جاتی ہے۔پس عبارت اگر یوں ہو:''بذل جمع من الفقهاء وسعهم مجتمعين لتحصيل او تطبيق حكم شرعي ،،یعنی اجتماعی اجتہاد سے مراد فقہاء کی ایک جماعت کا کسی حکم شرعی کی تحصیل یا اس کی تطبیق کے لیے اجتماعی طور پر اپنی کوششیں صرف کرنا ہے ،تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

مقالاتِ ابن مسعود

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب کے مقالات کا مجموعہ

مرتب: سید خوشنود علی

ملنے کا پتہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار کراچی ......لاہور

حواشی

۱. الشاوی،توفیق،الدکتور،فقہ الشوری والاستشارۃ: ص ۲۴۲،دارالوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع،المنصورۃ،الطبعۃ الاولی ،۱۴۱۲ھ.

۲. الاجتهادالجماعی واهمیته فی مواجهةمشکلات العصر: ص ۶

۳. الزحیلی،وهبة،الدکتور،الاجتهادالجماعی واهمیته فی مواجهةمشکلات العصر: ص ۶۔۷،المجمع الفقهی الاسلامی ،مکةالمکرمة

۴. ایضا: ص ۷

۵. ایضا

۶. القرضاوی،یوسف،الدکتور،الاجتهادفی الشریعةالاسلامیة: ص ۱۸۲، دارالقلم، کویت، الطبعةالاولی، ۱۹۹۶م

۷. شعبان،محمداسماعیل ،الدکتور،الاجتهادالجماعی ودورالمجامع الفقهیة فی تطبیقه: ص ۲۱،جامعة القاهرۃ،دارالبشائرالاسلامیة،بیروت،الطبعةالاولی ،۱۴۱۸ھ.

۸. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۴

۹. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۴

۱۰. ایضا: ص ۱۵

۱۱. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۵

۱۲. ایضا: ص ۱۴

۱۳. نصرمحمودالکرنز،الاجتهادالجماعی وتطبیقاته المعاصرۃ: ص ۳۶، الجامعةالاسلامیة، غزۃ

۱۴. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۶

۱۵. ایضا: ص ۱۶

۱۶. الاجتهادالجماعی وتطبیقاته المعاصرۃ : ص ۳۷

۱۷. ایضا: ص ۳۷

۱۸. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۶

۱۹. الاجتهادالجماعی واهمیته فی نوازل العصر: ص ۱۶۔۱۷

☆حافظ علی اذکار المناسبات فانها حفظ لك وصیانة لوقتها من السداد والارشاد ما یصلح به یومك.☆